ایران کا اسلامی انقلاب تاریخی پس منظر اور معاصر فتوحات کے تناظر میں

ڈاکٹر آصف اقبال (۱)

تمہید

ایران کا اسلامی انقلاب امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں شروع ہونے والی ایرانی تاریخ کی سب سے بڑی عوامی تحریک ہے جو سنہ ۱۹۷۹ء میں ایران کے افق پر اسلامی مملکت کے نفاذ کی شکل میں منتج ہوئی اور ایک غیر اسلامی اور انسانیت مخالف بادشاہت کی بیخ کنی کا سر و سامان لے کر آئی۔

انقلابِ ایران یا انقلابِ اسلامی ایران کی اصطلاح 1979 ء میں ایران میں آنے والے اسلامی انقلاب کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔ اس انقلاب کی قیادت ایرانی رہنما آیت اللہ خمینی رحمت اللہ علیہ نے کی۔ انقلاب سے ایران میں محمد رضا شاہ پہلوی کی بادشاہت کا خاتمہ ہوا، اسلامی جمہوریہ ایران وجود میں آیا اور رہبر معظم سپریم لیڈر آیت اللہ خمینی اس جمہوریہ کے اولین رہبر بنے۔ دراصل ایران کا اسلامی انقلاب دنیا بھر میں ایک ایسا نظام ایجاد کرنے کی کوشش کا نام ہے جس کی بنیاد اسلامی طرز حکومت اور حکومت علی منہاج الرسالت کا عملی نمونہ ہو۔ حضرت امام خمینی علیہ الرحمہ نے اس عظیم الشان انقلاب کے ذریعہ دنیا کو اسلامی نظریۂ حیات کو اپنانے کی عملی دعوت دی اور اسے صرف جہان اسلام کے لیے مخصوص نہیں کیا۔ انہوں نے مغربی طرز زندگی کی نفی کی اور مغربی طور طریقوں کو انسان کی نجات کے لیے ناکافی جانا۔

۱۔ گیسٹ فیکلٹی، شعبۂ عربی، دہلی یونی ورسٹی، دہلی

موبائل نمبر: 09953021782 iqubalasif2010@gmail.com

گذشتہ پانچ یا چھ صدیوں میں امام خمینی وہ واحد رہبر ہیں جنہوں نے نہ صرف انقلاب کے متعلق نظریاتی تھیوری بیان کی، بلکہ اس کو عملی جامہ بھی پہنایا۔ تاریخ میں ایسے کم ہی لوگ ملتے ہیں جو یہ بھی لکھیں کہ کیسے اور کیونکر انقلاب لایا جائے اور پھر خود میدان عمل میں شامل ہو کر اپنی کہی باتوں کو سچ کر دکھائیں۔ حقیقت میں نظر و عمل کا امتزاج اسلامی انقلاب کو لانے میں امام خمینی کی کامیابی کا اہم عنصر ہے ۔مطلوبہ معاشرے میں تحریک پیدا کرنے کے لیے دین سے رہنمائی حاصل کرنا امام خمینی اور اسلامی انقلاب کی ترجیحات میں شامل رہا۔ اس سے قبل کی تحریکوں پر لبرالیزم اور کمیونزم کے غبار موجود تھے۔ امام خمینی کی رہنمائی سے مسلمانوں میں دینی بیداری کی لہر پیدا ہوئی اور ان کی سیاسی و دینی شعور کی بالیدگی نے ان پر یہ واضح کر دیا کہ اصل قدرت اللہ تعالی کی ذات ہے اور اس کی مدد اور اس کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کر کے انسان اپنے دنیاوی حقوق کو بھی حاصل کر سکتا ہے۔ امام خمینی رحمہ اللہ نے تمام عالم اسلام اور کمزور اقوام پر یہ واضح کر دیا کہ مشروعیت، مقبولیت، سادہ زندگی، انسانوں کی نجات، ثقافتوں کی بلندی اور نظر و عمل کی ترکیب سازی صرف اور صرف دین الٰہی کے راستے پر چلنے سے ہی ممکن ہے۔ یہ وہ دین جو تمام جہان کے لیے برپا کیا گیا ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت امام خمینی اور ایران کے اسلامی انقلاب نے بڑے اچھے انداز میں رہتی دنیا کو یہ پیغام دیا ہے کہ نجات کا واحد راستہ اسلام کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے میں ہے اور یہ وہ راز ہے جو مسلکی لحاظ سے گمراہ اور تھکی ہوئی دنیا کو بیدار کرنے کے لیے کافی ہے۔

تاریخی پس منظر

اس تاریخی تحریک کا آغاز سنہ ۱۹۶۳ء میں بادشاہی حکومت کے اسلام مخالف اقدامات پر امام خمینی اور دوسرے علماء کی مخالفت سے ہوا۔ سنہ ۱۹۶۴ء کو عاشورہ کے دن مدرسہ فیضیہ 'قم' میں حکومت پر شدید اعتراضات پر مبنی تقریر کرنے پر امام خمینی کو گرفتار کیا گیا۔ یہ خبر اسی سال ۵ جون ۱۹۶۳ء کے واقعے نیز حکومت مخالف عوامی تحریکوں کا سبب بنی اور مختلف شہروں میں سکیورٹی فورسز کے ساتھ لوگوں کی جھڑپیں ہوئیں جس کے نتیجے میں کئی لوگ زخمی اور شہید ہوئے۔

پارلیمنٹ میں پاس ہونے والے اسلام مخالف قانون جس کے تحت نو منتخب ارکان اسمبلی کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کر دی گئی تھی، پر اعتراض کرنے کے جرم میں ۴ نومبر ۱۹۶۳ء میں امام خمینی جلاوطن کر کے ترکی اور اس

کے بعد عراق کے شہر نجف بھیج دیئے گیے۔ اس کے بعد لوگوں کے احتجاج اور مظاہرے بھی کم ہو گیے۔ لیکن نومبر ۱۹۷۷ء کو امام خمینی کے فرزند سید مصطفی خمینی کی مشکوک وفات کے بعد ایک بار پھر علانیہ طور پر حکومت مخالف مظاہرے شروع ہو گیے۔

تین مہینے بعد تہران کے ایک اخبار میں شیعہ مراجع تقلید خصوصی طور پر امام خمینی کی توہین پر مشتمل ایک مضمون شایع ہوا جس کی وجہ سے حکومت مخالف مظاہروں میں ایک بار پھر تیزی آگئی۔ ۹ جنوری سنہ ۱۹۷۸ء کو قم میں مظاہرین پر سکیورٹی فورسز کے مسلحانہ تشدد کے بعد یہ عوامی تحریک دوسرے شہروں میں بھی پھیل گئی۔ اس کے بعد مذکورہ تاریخ کو شہید ہونے والے شہداء کے چہلم کے موقع پر قُم اور دوسرے شہروں میں اعتراضات کا نہ تھمنے والا سلسلہ شروع ہوا۔ ان مظاہروں میں روز بروز شدت آتی گئی، یہاں تک کہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۹۷۹ء کو ایران کے بادشاہ محمد رضا پہلوی ملک چھوڑنے پر مجبور ہو گیے۔ امام خمینی عراق سے پیرس چلے گئے تھے اور اپنے پیغامات اور تقریروں کے ذریعے انقلاب کی رہبری کر رہے تھے، اور بالآخر یکم فروری ۱۹۷۹ء کو ایران واپس آگئے اور اسی سال ۱۱ فروری کو ایران میں بادشاہی نظام مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ اسی سیاق میں مولانا عتیق الرحمن سنبھلی ایک جگہ رقم طراز ہیں:

”ایران میں ایرانی انقلاب کی تحریک بڑی ہی غیر معمولی گھن گرج کے ساتھ ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء کو اپنی کامیابی کی پہلی منزل سے ہمکنار ہوئی، یعنی تحریک کے قائد آیت اللہ خمینی صاحب اپنی جلاوطنی کے آخری مقام پیرس سے اٹھ کر پوری فاتحانہ شان سے تہران اترے اور حکمرانی کی زمام ہاتھ میں لی[۱]“۔

آیت اللہ خمینی اسلامی انقلاب کی پہچان ہیں

ایرانی انقلاب میں مرکزی شخصیت سید روح اللہ موسوی خمینی (۱۹۰۲۔ ۱۹۸۹) کی رہی، جو شیعہ دنیا میں آیۃ اللہ العظمیٰ (اللہ کی عظیم نشانی) ، امام سید روح اللہ موسوی خمینی کہے جاتے ہیں اور عام علمی حلقوں میں صرف آیت اللہ خمینی کے نام سے معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ وہ شیعی عقائد وعلوم میں مرتبۂ اجتہاد پر بھی فائز تھے اور مثالی عزم و حوصلے کے بھی مالک تھے۔ معاملات کی سوجھ بوجھ، نظریہ سازی، شعلہ بار

۱۔ مولانا عتیق الرحمن سنبھلی، انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت، الفرقان بک ڈپو، لکھنؤ ص، ۵

خطابت، صاف اسلوب تحریر اور حکمت عملی تیار کرنے کا انھیں زبردست ملکہ حاصل تھا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی ان فطری صلاحیتوں سے فائدہ اٹھایا۔ مصائب برداشت کیے اور سخت حالات کا سامنا کیا۔ بالآخر ایرانی بادشاہت کو ختم کرکے "اسلامی جمہوریہ ایران" کی بنیاد رکھ دی اور تاحیات اس کے رہبر معظم یا سپریم کمانڈر رہے۔ حکومت کے سب سے بڑے عہدے پر دس سال رہ کر انہوں نے اپنے ملک کی نظریاتی اساس مضبوط کی اور اسی اساس پر ملک کو آگے بڑھایا۔ جمہوریہ ایران کے بانی کی حیثیت سے اُن کے نظریات کا مطالعہ کیا جائے تو ایرانی انقلاب اور ایران کی موجودہ خارجہ پالیسیوں کو سمجھنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔

ایک مرتبہ تہران کے خطیب جمعہ نے امام خمینی کو اسلامی انقلاب کی پہنچان قرار دیا اور کہا: اسلامی انقلاب کی بدولت ایرانی عوام کو آزادی، خود مختاری، سربلندی، سلامتی اور قومی سطح کی خود اعتمادی جیسی نعمت حاصل ہوئی ہے۔ انھوں نے کہا کہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے بغیر اسلامی انقلاب کی کوئی شناخت نہیں ہے اور وہی انقلاب کی پہنچان ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ایران کا اسلامی انقلاب اپنا راستہ اس وقت تک جاری رکھ سکے گا جب تک وہ امام خمینی کے بتائے ہوئے رہنما اصولوں پر گامزن رہے گا[1]۔

یہ حقیقت پوری دنیا کے لیے بے غبار ہے کہ اسلامی انقلاب عالم اسلام خاص طور پر ایرانی عوام کے لئے خداوند عالم کی عظیم نعمت ہے۔ اسلامی انقلاب کی بدولت ایرانی عوام کو آزادی، خود مختاری، سربلندی، سلامتی اور قومی سطح کی خود اعتمادی جیسی نعمت حاصل ہوئی ہے۔ عوامی مقبولیت، جہاں بانی اور بصیرت افروز اقدامات کے حوالے سے امام خمینی اپنے معاصرین شخصیات میں لاثانی نظر آتے ہیں، انقلابِ ایران کی تحریک میں امام خمینی کی قیادت میں متعدد اہم شخصیات ہم رکاب رہیں جن میں سے چند کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ مرتضیٰ مطہری

۲۔ حسن لاہوتی اشکواری

۳۔ احمد خمینی

۱۔ بی بی سی اردو نیوز، ایران میں اسلامی انقلاب کے کامیابی کے اسباب، https://www.bbc.com/urdu/regional-47075725

۴۔ صادق قطب زادے

۵۔ ابوالحسن بنی صدر

۶۔ صادق طباطبائی

۷۔ داریوش فروھر

معاصر ایران پر اسلامی انقلاب کے سماجی، سیاسی و اقتصادی اثرات

ایران میں اسلامی انقلاب کے بعد ہر میدان میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، خواہ معاشرتی تبدیلیوں کی بات ہو یا اقتصادی بہتری کی بات کی جائے یا بات فنون لطیفہ کی ہو یا سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں حیران کن ترقی کرنے کی۔ ایران نے ہر میدان میں کامیابی کے ایسے کارنامے انجام دیے ہیں کہ جن کو دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔

اقتصادی اثرات کے حوالے سے یہ بات پوری دنیا پر واضح ہے کہ انقلاب اسلامی نے ایران کی معاشیات کو ایک نئی جان بخشی ہے اور نام نہاد 'سپر پاور' کی سفاکانہ اور عالمی اقدار وروایات کے منافی 'معاشی پابندیوں' کے باوصف ایران نے اپنی معیشت کو ایک نئی بلندی دی ہے اور اب یہ مملکت دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہونے کی راہ پر گامزن ہے۔

انقلاب اسلامی کے اقتصادی ثمرات کے تناظر میں یہ بات ہم سب پر عیاں ہے کہ انقلاب اسلامی ایران جہاں ایرانی قوم کے لیے بے شمار ثمرات اور بابرکت اثرات کا باعث بنا ہے وہاں دنیا بھر کے مستضعفین اور محروم افراد کیلئے بھی انتہائی ثمر بخش واقع ہوا ہے۔ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے فورا بعد ایران کے خستہ حال اقتصادی نظام میں استعمار ستیزی کی روح پھونک دی گئی اور ملکی سطح پر شاہی اقتصادی فرسودہ نظام میں تبدیلی لائی گی۔

اگرچہ انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے چندماہ بعد ہی ایران پر تھونپی گئی آٹھ سالہ جنگ نے ملک کے اقتصادی نظام کو شدید نقصانات پہنچایا، لیکن جنگ کے خاتمے کے بعد دو پانچ سالہ منصوبوں کے ذریعے ملک میں معاشی خوشحالی کے لیے بڑے اور موئثر اقدامات کیے گیے۔ جنگ کے بعد ایران میں تعمیر نو کا کام اس قدر تیزی سے انجام پایا کہ دنیا والے حیران رہ گئے۔ آٹھ سالہ جنگ نے کئی بڑے شہروں اور سینکڑوں دیہاتوں کو بڑے پیمانے پر

نقصان پہنچایا تھا۔ جنگ کے بعد دو پانچ سالہ منصوبوں میں نہ صرف ان نقصانات کا ازالہ کیا گیا، بلکہ ملک میں ہزاروں تعمیراتی پروجیکٹس بھی مکمل کر لئے گئے۔

ان بڑے پروجیکٹس میں اصفہان اسٹیل مل کی تعمیر، اہوازاسٹیل مل کی تعمیر، ساوہ ڈیم کی تعمیر، مارون ڈیم کی تعمیر، ۱۵ اخرداد ڈیم کی تعمیر، سیمنٹ فیکٹریوں کی تعمیر، مختلف پاور ہاوسز کی تعمیر، بافق ریلوے اسٹیشن کی تعمیر، بندر عباس۔ سرخس-مشہد-جین ہائی وے کی تعمیر اور سینکڑوں زراعتی، صنعتی، پیٹروکیمیکل اور گیس پراجیکٹس شامل ہیں۔ اسی تناظر میں چابھار بندرگاہ پروجیکٹ کی اہمیت و معنویت اور معاصر عالمی طاقتوں کے لیے اس کی افادیت سے کون واقف نہیں ہے۔ آج ایران کی اہم برآمدات میں تیل اور اس سے متعلقہ اشیاء شامل ہیں جبکہ درآمدات میں زیادہ تر کھانے پینے کا سامان شامل ہے۔

اسلامی انقلاب وسیاسی استقلال

مذہب اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے، اس کی ہدایاتہر گوشے اور ہر محاذ پر انسان کی رہنمائی کرتی ہیں، چاہے اسکا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے ہو، معاشیات سے ہو یا سماجیات سے ہو، یا پھر اسکا تعلق سیاسیات سے ہو۔ انقلابی ایران ایک فلاحی ریاست ہے اور ہر ترقی یافتہ جمہوری معاشرے اور ملک کی طرح ایران میں بھی لوگوں کو بنیادی حقوق حاصل ہیں۔ عدلیہ بالکل انتظامیہ کے اثر سے آزاد ہے۔ قانونی مساوات بھی ہے اور قانون وآئین کی بالادستی بھی۔ نیچے سے لے کر صدر اور رہبر تک ہر کوئی دستور کا پابند ہے۔ ہر کسی حکومتی عہدہ دار کا کڑا احتساب ہوتا ہے۔ وزرا صدر اور پارلیمانی ممبرز کے سامنے جوابدہ ہیں۔ صدر پارلیمان اور رہبر کے سامنے جوابدہ ہے اور رہبر منتخب مجلس خبرگان کے سامنے جوابدہ ہے۔ کوئی شخص آئین و قانون سے برتر نہیں اوراعلیٰ سے اعلیٰ منصب پر فائز ہر شخص آئین و قانون کا زیردست ہے، چاہے وزرا ہوں صدر ہو یا رہبر۔ ایران کا سیاسی نظام نام نہاد سیکولر اور لبرلز ممالک کے نظام حکومت سے کہیں بہتر اور انسانیت کے لیے باعثِ خیر ہے، سیاسی کرپشن، سرمایہ دارانہ طرز حکومت اور غریبوں ومالداروں کے مابین بے پناہ تفاوت جیسی بنیادی خامیوں سے یہ نظام مبرا اور اب تک محفوظ ہے۔ اگر اسلامی انقلاب کے اصولوں پر یہ ملک اسی طرح کاربند رہا تو بہت جلد اس ملک کے سیاسی استحکام سے دوسرے ممالک کے سربراہ سبق لیں گے۔

اسلامی انقلاب اور امت کے وقار کی بازیابی

امت مسلمہ کی گمشدہ عظمت اور وقار کی بازیابی کے حوالے سے ایرانی کا اسلامی انقلاب معاصر دنیا کے لیے ایک مثال ہے۔ دشمنان اسلام ایران کی اس کامیابی کو اپنے وجود کے لیے خطرہ سمجھتی ہیں۔ انقلاب اسلامی ایران جو حضرت امام خمینی رح کی رہبری میں کامیابی سے ہمکنار ہوا، اکثر صاحبان نظر، دانشوروں اور بالخصوص اس کے اصلی معماران کی نظر میں کچھ دنیادی خصوصیات اور امتیازات کا حاملہے جو اس کو دوسرے انقلابات سے ممتاز کرتے ہیں، ان خصوصیات کے تناظر میں ہم امت مسلمہ کی عظمت کی بازیابی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں، ہم اس موقع پر چند خصوصیات اور خوبیوں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

دینی رجحان

انقلاب اسلامی ایران کی ایک اہم خصوصیت اس کا خدا محور ہونا ہے۔ یہ ایک اساسی اور غیر معمولی اہمیت کی حامل خصوصیت ہے جس کا عملی نمونہ ہمیں ایران کے انقلابی دستور میں ہی ملتا ہے اور جس کی عملی ضیاء پاشی سے 'سو کالڈ' اسلامی ممالک بالخصوص عرب ممالک محروم اب تک ہیں۔ مثال کے طور پر اسلامی ایران کے قانون اساسی کی ۵۶ ویں بند میں ہم ملاحظہ کرتے ہیں:

عالم اور انسان پر حاکمیت مطلق خدا کی ہے اور اسی نے انسان کو اس کی اجتماعی تقدیر پر حاکم بنایا ہے۔

بانی انقلاب اسلامی ایران کے وصیت نامہ میں اس سلسلے میں یہ پیرایہ قابلِ توجہ ہے:

ہم جانتے ہیں کہ اس عظیم انقلاب نے جو ستمگروں اور جہاں خواروں کے ہاتھ کو ایران سے دور کر دیا ہے، وہ الٰہی تائیدات کے زیر سایہ کامیابی سے ہمکنار ہوا ہے۔ اگر خداوند متعال کی تائید نہ ہوتی، تو ممکن نہ تھا کہتین کروڑ ۶۰ لاکھ پر مشتمل آبادی اسلام اور روحانیت مخالف پروپیگنڈوں کے باوجود بالخصوص اس آخری صدی میں ایک ساتھ قیام کرے اور پورے ملک میں ایک رائے ہو کر حیرت انگیز اور معجزہ آسا قربانی اور نعرہ اللہ اکبر کے سہارے خارجی اور داخلی طاقتوں کو بے دخل کر دے۔ بلا تردید اس مظلوم دبی کچلی ملت کے لیے خداوند منان کی جانب سے یہ ایک تحفہ الٰہی اور ہدیہ غیبی ہے[۱]۔

۱۔ صحیفہ امام، ج ۲۱، ص ۴۰۱

انقلاب کا عوامی ہونا

دوسرے انقلابات میں بھی انقلاب کا عوامی ہونا دکھائی دیتا ہے، لیکن انقلاب اسلامی ایران میں یہ صفت زیادہ آشکار اور نمایاں ہے۔ اس انقلاب میں زیادہ تر لوگ میدان میں آئے اور شاہی حکومت کی سرنگونی اور اسلامی نظام کی برقراری کا مطالبہ کیا اور عملی طور پر میدان عمل میں آکر شہادت پیش کی۔ فوجی، کاریگر، مزدور، کسان، علما و اسٹوڈنٹس، معلم، اور مرد و خواتین غرض ملک کے ہر طبقہ کے لوگ اس انقلاب میں حصہ دار اور شریک تھے۔ اس انقلاب کا عوامی ہونا اس امر سے بھی واضح ہوتا ہے کہ تاریخ انسانی کے دوسرے انقلابات میں زیادہ تر فوجیوں اور پارٹیوں کا ہاتھ رہا ہے، جنہوں نے مسلحانہ جنگ کر کے کام کو تمام کیا ہے اور عوام نے ان کی حمایت کی ہے، لیکناس انقلاب میں سارے لوگ شریک رہے ہیں اور پورے ملک میں پوری قوت کے ساتھ رضا شاہ پہلوی کا مقابلہ کیا۔ انقلاب اسلامی ایران اور اسکے بانی نے اس انقلاب اور اس انقلابی نظریے کو صرف ایران تک محدود نہیں سمجھا، کیونکہ مسئلہ دنیا کے ستم رسیدہ و پابرہنہ انسانوں کی ظلم و ستم سے نجات دلانے کا ہے اور اس کے لئے دنیا کے کمزور، محروم و مظلوم انسانوں کو اگر کوئی ایک ریاست ڈھارس دینے کی پابند بنائی گئی ہے تو وہ ایران ہی ہے۔

رہبری و اصالت

انقلاب اسلامی ایران کی ایک اہم خصوصیت جس کا سرچشمہ انقلاب کا الٰہی ہونا ہے، دین اور علمائے دین کا انقلاب کی رہبری اور ہدایت کرنا ہے۔ دوسرے سارے انقلاب ایک طرح سے دین و مذہب کے مقابلے میں تھے، لیکن یہ انقلاب علمائے دین کی ہدایت و رہبری سے آغاز ہوا اور انجام کو پہنچا ہے۔ ان میں سر فہرست امام خمینی رحمہ اللہ کی شخصیت تھی جو بلند ترین دینی منصب یعنی مرجعیت کے حامل تھے۔

انقلاب اسلامی ایران کی اصالت کے دو پہلو ہیں: نظری اور عملی۔ نظری اور فکری پہلو میں اس انقلاب کے اہداف و مقاصد اور افکار و نظریات خارجی نہ تھے، بلکہ خود ایرانی تاریخ اور ایرانیوں کی پیداوار تھے۔ اسلام اور عقائد اسلام کو ایرانیوں نے چودہ سو برس پہلے قبول کیا تھا اور اس مدت میں اسلام اور اسلامی عقائد ہماری قومیت اور تہذیب و ثقافت کے ایک اصلی اور اساسی عنصر میں تبدیل ہو گئے اور عملی پہلو میں ایرانی عوام نے اپنی قدرت و طاقت کے بل پر مغرب و مشرق یا ہمسایہ ممالک سے مالی اور اسلحوں کی مدد کے بغیر خدا کی ذات پر تکیہ کیا اور شمشیر پر خون کی کامیابی کا نعرہ لگاتے ہوئے کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔

انقلاب کا اسلامی یعنی دینی ہونا

ایرانی انقلاب کی سب سے پہلی شرط اسلام ہے اور یہ اس کے طرز تفکر، ماہیت اور اغراض و مقاصد کی وجہ سے ہے۔ اس انقلاب کے رہبر ایک روحانی تھے جو مرجعیت دینی کے منصب پر تھے، اس کی تنظیم و ترتیب حوزہ علمیہ دینی کے ہزار سالہ مرکزی ادارہ کے ذریعے ہوئی۔ عوام اور اس انقلاب کے بانیوں کا مقصد اسلام اور قوانین اسلامی کی حاکمیت اور استبداد داخلی اور استبداد عالمی کے چنگل سے رہائی تھا۔ لہٰذا شرائط انقلاب ایران میں دین اسلام کی اساسی نقش کی وجہ سے یہ انقلاب صفت اسلامی سے متصف ہوا۔

بہت سارے دانشوروں کی نگاہ میں جنہوں نے ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے اسباب و علل پر تجزیاتی نظری ڈالی ہے، تو انھیں اس بات کا بخوبی احساس ہے کہ مذہب سب سے قوی اور موئثر محرک اور سبب ہے جس نے انقلاب کی پیدائش اور اس کی کامیابی میں سب سے اہم رول ادا کیا ہے۔ اسی طرح انقلاب اسلامی ایران کس طرح برپا ہوا اس سلسلے میں رائج سیاسی ادبیات، نعروں، تقریروں اور رہبران تحریک کے بیانات کا مطالعہ اس حقیقت کا غماز ہے کہ مذہبی عناصر کے درمیان سے عاشورائی تہذیب اورامام حسین علیہ السلام کی نہضت کا اس انقلاب میں بڑا ہاتھ ہے۔ شہادت طلبی، باطل سے ہمیشہ ٹکراؤ، طاغوتی طاقتوں سے برسرپیکاری، رضائے پروردگار کی پیروی، مصالح مسلمین کی حفاظت، نظارت عمومی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جیسی عاشورائی خصوصیات نے انقلاب اسلامی پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ عاشورائی تہذیب کے گوناگوں اثرات کو رہبر انقلاب کی فکر ان کے عمل کو انقلابی افراد کے اہداف و مقاصد اور مقابلہ کی روش میں تلاش کیا جاسکتا ہے۔ انقلابی ہونے کا مطلب اپنے آپ اور دوسروں کو اعلیٰ حیات پر پہنچانا ہے۔

خدا کی حاکمیت کی طرف رجحان

ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد یہاں پر اسلامی نظام کی تشکیل ہوئی - عراق کے اسلامی انقلاب کی مجلس کے ایک رہبر نے اس بارے میں یوں کہا:

ہم اس وقت کہتے تھے کہ اسلامی انقلاب ایران میں کامیاب ہو گیا ہے اور اس کے بعد جلد ہی عراق میں بھی کامیاب ہو گا- اس لیے ضروری ہے کہ ہم اس سے سبق حاصل کریں اور اسے اپنی مشق کا حصہ بنالیں۔ دوسرے الفاظ میں اسلامی انقلاب نے تقریباً ڈیڑھ بلین مسلمانوں کو جگایا اور انہیں کرۂ زمین پر اللہ کی حاکمیت کے زیر سایہ حکومت تشکیل دینے کے لیے متحرک کیا۔ یہ عمل اساس نامے، معاصر سیاسی اسلامی تحریکوں کے گفتار و عمل میں

مختلف صورتوں میں قابل مشاہدہ ہے۔ اسلامی حکومت کے قیام کے لیے متحرک مسلمانوں کی خواہش مختلف طریقوں سے پوری ہوئی ہے۔ جیسے بعض اسلامی جماعتوں نے امام خمینیؒ کی اسلامی حکومت کی کتب (مثلاً الیسار الاسلامی مصر) کا ترجمہ کرکے اسلامی جمہوریہ ایران کی پیروی کرکے ایک اسلامی حکومت کے قیام کے لیے مختلف ممالک میں اپنی خواہش اور دلچسپی کا اظہار کیا ہے۔

انقلاب کے بعد ایران میں امام خمینی اور ان کے ہم فکر علماء کے سیاسی اسلامی تصورات پر مبنی نظام حکومت جس طرح کامیابی سے چل رہا ہے وہ ہر مسلمان کے لئے باعث اطمینان ہونا چاہیے۔ عالم اسلام میں سیاسی اصلاحات اور مثبت تبدیلیوں کے لئے ایران کے انقلابی نظام سیاست کی کامیابی یا ناکامی بنیادی اہمیت کی حامل ہے اور اس کے عالم اسلام کے مستقبل پر سیاسی لحاظ سے انتہائی گہرے اور دوررس اثرات مرتب ہوں رہے ہیں۔ ایران کے اسلامی جمہوری نظام کی نت نئی کامیابیوں سے مسلمانوں کا مغرب زدگی کا شکار انتہا پسند طبقہ چڑتا ہے اور یہ پروپیگنڈا کرتا ہے کہ ایران کا انقلابی نظام حکومت جمہوری نہیں ہے، کیونکہ جمہوری نظام حکومت کے مقابلے میں دنیا میں استبدادی، آمرانہ اور مطلق العنانیت پر مبنی نظام ہائے حکومت رائج ہیں اس لئے ان مغرب زدہ لوگوں کا کسی نظام کو غیر جمہوری کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نظام استبدادی، آمرانہ اور مطلق العنانیت سے عبارت ہے۔ کسی بھی جمہوری نظام حکومت میں عوام کو حکومت منتخب کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جمہوری نظاموں میں عوام کو چند بنیادی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ قانونی مساوات، آزاد عدلیہ، حکومت کا عوام اور عوامی نمائندوں کے سامنے جواب دہ ہونا اور افراد پر قانون کی بالادستی جمہوریت کی بنیادی خصوصیات ہیں۔ اس لئے اگر کسی نظام کو جمہوری کہا جائے تو گویا اسے اچھا نظام حکومت ہونے کی سند دی جاتی ہے اور جس نظام کو غیر جمہوری اور استبدادی کہا جائے تو اسے گویا ناپسندیدہ اور برا نظام قرار دیا جاتا ہے۔

آج کے دور میں نظام حکومت کس طرح کا ہونا چاہیے، اس حوالے سے اسلام میں قرآن و سنت کے تناظر میں صرف رہنما اصول موجود ہیں۔ تفصیلات و جزئیات طے کرنے کی ذمہ داری ہر دور کے اصحاب دانش و بینش، اسلامی مفکرین، علماء اور عام مسلمانوں پر چھوڑ دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے ہر وہ نظام حکومت جو قرآن و سنت کے رہنما اصولوں کے مطابق یا ان اصولوں کی کسی ممکنہ تعبیر کے مطابق ہوگا، وہ اسلامی نظام حکومت کہلائے ہے۔ اس کے برعکس ہر وہ نظام حکومت جو ان رہنما اصولوں کی خلاف ورزی پر مبنی ہو وہ غیر اسلامی نظام حکومت ہوگا،

چاہے اس پر اسلام کی کتنی ملمع سازی کی جائے۔ اس اصول کے مطابق ہر وہ نظام جو در حقیقت بادشاہی سے عبارت ہو، غیر اسلامی نظام حکومت ہے، کیونکہ بادشاہت قرآن و سنت میں دیے گئے رہنما اصولوں کی صریح خلاف ورزی ہے۔ چاہے اس بادشاہت کو ایمان فروش علماء اور مجتہدین کتنا ہی اسلامی قرار دیں۔ سیرت رسول علیہ الصلاۃ والسلام سے یہ بات ثابت ہے کہ حکومت و ریاست کی تشکیل اور قیام عامۃ الناس کی اکثریت کی تائید پر مبنی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ نے بدر کی اقدامی جنگ کرنے کا حتمی فیصلہ اس وقت تک نہیں کیا جب تک انصار مدینہ کے رؤساء نے ان کی نمائندگی کرتے ہوئے اس اقدامی جنگ کی کھلے لفظوں میں تائید نہیں کی۔ انصار کی تائید اور رضامندی کی ضرورت اس لئے تھی کیونکہ بیعت عقبہ میں انصار نے دفاعی جنگ میں سر دھڑ کی بازی لگانے کی حامی بھری تھی، مگر اس وقت ان کے ساتھ اقدامی جنگ کی بات نہیں ہوئی تھی۔ صحیح احادیث میں نبی پاک ﷺ نے مسلمانوں پر زبردستی مسلط ہونے والے حکمرانوں پر لعنت کی ہے اور ایسے لوگوں کو دوزخی قرار دیا ہے[۱]۔

اسلامی انقلاب اور فلسطین

جیسا کہ یہ بات بار بار آچکی ہے کہ اسلامی انقلاب کے پس منظر میں پوری دنیا کے مظلوم و فریاد رس انسانوں بالخصوص مسلمانوں کی فریاد رسی اور ان کو ظلم واستبداد سے نجات دلانے کا عزم کار فرما تھا۔ اسی ضمن میں فلسطین اور وہاں کے مظلوم مسلمانوں کی امداد رسانی اور انھیں جابر و مسلط پڑوسیوں کے جور و ظلم سے نجات دلانے کا ذہن کار فرما تھا۔ اس دور میں جب کہ فلسطین عالم عرب کی جانب امید بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا، اس وقت آیت اللہ خمینی نے بڑی دانشوری اور فراست کے ساتھ اس امت کی مدد کے لیے بڑی حکمت عملی تیار کی اور اس کے لیے لائحہ عمل تیار کیا اور عالم عرب کے مایوس کن رویوں کے باجود اگر کسی شخصیت نے کھل کر ان مظلومین کی حمایت کا صرف اعلان ہی نہیں کیا بلکہ عملی اقدامات بھی کیے تو وہ رہبر معظم آیت اللہ خمینی تھے۔ اور یہ سلسلہ آج بھی پوری قوت و توانائی کے ساتھ جاری ہے۔ فلسطینی کاز کی حمایت اور مسلط پڑوسیوں کے ظلم واستبداد سے فلسطینی عوام کو نجات دلانا ایران کی بنیادی اور علانیہ پالیسی ہے اور اس امر کی اہمیت و معنویت اس وقت میں اور بڑھ جاتی ہے جب نام نہاد عرب ممالک اسرائیل کے ساتھ اپنے 'تعلقات کی استواری' پر فخریہ نغمے گا رہے

۱۔ مولانا ادریس کاندھولی، سیرت مصطفی، جلد ۲، ص ۱۴۲

ہیں۔ فلسطینی کاز کو ایرانی کی حاصل شدہ حمایت اور اس میدان جہد مسلسل کی تفصیل کے لیے صفحات ودستاویزات درکار ہیں۔

اسلامی انقلاب کے بعد ایران کی علمی پیشرفت

زمانہ ماضی میں بھی ایران اپنی علمی وثقافتی بلندیوں کے باعث محور علم وثقافت رہاہے، اس دور کے علماء مجتہدین کا سب سے بڑا مسکن نجف اشرف ہوتا تھا جہاں امام علی کرم اللہ وجھہ کا روضہ مبارک موجود ہے۔ اسی نجف کے بارے میں حکیم الامت شاعر مشرق کہتے ہیں:

خیرہ نہ کرسکا مجھے جلوہ دانش فرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

اسلامی انقلاب کے بعد سے ایران رسمی طور امام زمانہ کی مملکت ہے۔ انقلاب کے بعد ایران پر توحیدی رنگ چھا گیاہے، یعنی ایران کی امت صرف امت حزب اللہ ہی نہیں ہے بلکہ صبغت اللہی بھی ہے۔ ایران، دعائے کمیل، دعائے ابو حمزہ ثمالی، دعائے عرفہ، مناجات امیر المومنین، مناجات شعبانیہ کے نوری رنگ میں رنگ چکا ہے۔ ایران کی اس نرم طاقت (سافٹ پاور) کا کوئی جواب نہیں ہے اور یہ رنگ اب دیگر ممالک تک برآمد ہو چکا ہے۔ علمی طور پر آج ایران مختلف کارہائے عمل میں جمیع عالم عرب واسلام سے کہیں آگے ہیں، اس کا علمی استحکام، دفاعی میدان میں اس کی حیرت انگیز کامیابی اور عالمی شور وغوغا سے پرے تسلسل کے ساتھ اپنے کام میں انہماک نے اس ملک کو سپرپاور طاقتوں کو اس کی جانب توجہ کرنے پر مجبور کردیا ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے قابل فخر کارناموں میں سے ایک یہ ہے کہ سائنس وٹیکنالوجی کے میدان میں وہ فعال طور پر دن بہ دن آگے کی سمت بڑھ رہا ہے اور سائنس وٹیکنالوجی کی پیش رفت میں ایک مضبوط پوائنٹ، اس کی ٹیکنالوجی کا مقامی ہونا ہے۔ دسمبر ۲۰۱۶ کی اقوام متحدہ کی تجارت اور ترقی کی کانفرنس سی رپورٹ کے مطابق ایران نے حالیہ عشروں کے دوران تعلیمی نظام خاص طور پر سائنس وٹکنالوجی اور اس سے متعلق شعبوں میں نمایاں کوششیں انجام دی ہیں۔ گلوبلانوویشناڈیکس (جیآئیآئی) کی رپورٹ کے مطابق ۲۰۱۴ میں ایران کی یونیورسٹیوں کے تمام طلبہ کی تقریباً نصف تعداد، انجینئرنگ اور ٹکنالوجی کے شعبے میں مشغول تھی کہ جو برازیل، ملیشیا اور

ترکی جیسے ملکوں سے کہیں زیادہ ہے۔ درحقیقت ایران دنیا میں دوسرے نمبر پر ایسا ملک ہے جہاں انجینئرنگ اور ٹیکنکل کے شعبے میں یونیورسٹی کے فارغ التحصیل طلباء کی تعداد سب سے زیادہ ہے[1]۔

رہبر انقلاب اسلامی حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ اپنے علمی و سائنسی ترقی کو عالمی سطح پر ایرانیوں کی عزت وعظمت اور سیاسی و اقتصادی اقتدار کا باعث قرار دیتے ہوئے فرمایا تھا: ہمارا ملک سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں درخشاں ماضی کے باوجود اغیار کے تسلط کے دور میں علم وسائنس کے میدان میں پیچھے رہ گیا اور اس کی ہمیں تلافی کرنا ہوگی۔ رہبر انقلاب اسلامی نے ملک کی غیر معمولی صلاحیتوں کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ سائنس وٹکنالوجی کے میدان میں ترقی کا راستہ ہموار ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم نے بہت ترقی کی ہے البتہ ہمیں بس اسی پر قانع نہیں ہو جانا چاہئے کیوں کہ ابھی اپنے مطلوبہ ہدف تک پہنچنے کے لئے کافی محنت و کوشش درکار ہے۔

دینی تعلیم اور دینی لیٹریچر کے میدان میں ایرانی کارکردگی اور سنہرے ماضی اور روشن حال و مستقبل کی بات تو مشہور ہے، فارسی زبان کی ترویج واشاعت اور اسے گلوبلائزیشن کے دور میں ایک زندہ وتابندہ زبان کے طور پر پیش کرنے میں انقلاب ایرانی کا غیر معمولی کردار ہے، اس سلسلے کی ایک اہم کڑی کے طور پر دہلی میں موجود ایران کلچر ہاؤس کی دینی وادبی سرگرمیوں کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ تاہم ایران اپنی تعلیمی بلندیوں کے باوجود اقبال کے اس شعر کو کبھی فراموش نہیں کرتا کہ:

اللہ سے کرے دور تو تعلیم بھی فتنہ۔ املاک بھی اولاد بھی جاگیر بھی فتنہ
ناحق کے لیے اٹھے تو شمشیر بھی فتنہ۔ شمشیر ہی کیا نعرۂ تکبیر بھی فتنہ

انقلاب اسلام کے بعد ایران خواتین

عورت انسانی معاشرے کا ایک لازمی اور ضروری حصّہ ہے جو معاشرے کی تشکیل اور بہتری میں مرد کے شانہ بشانہ کھڑی ہے۔ معاشرے کی ترقی کے لیے عورت اور مرد دونوں کو اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا پڑتا ہے جس کے بعد معاشرہ ایک فلاحی راستے کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ اس سارے عمل میں عورت کا کردار کسی سے بھی ڈھکا چھپا نہیں ہے اور اس کی صلاحیتوں سے بھی جدید دور میں کسی کو انکار نہیں ہے۔ اسلامی انقلاب، اس طراوت ونشاط کی پہلی کرن ہے اور مرد و عورت سب پر خداوند عالم کی رحمت و معنویت کی زندہ نشانی ہے۔ اسلامی انقلاب

ا۔ http://www.wilayat.com/ویب سائٹ لاگ ان کرنے کی تاریخ: 8/2/2022

نے سیرت حضرت ختمی مرتبت اور امیر المومنین علیہ السلام کی تعلیمات کی روشنی و پیروی میں تمام خواتین کو اُن کے عظیم و بلند مقام پر فداکار اور محبت نچھاور کرنے والی ماوں، صابر، مونس و غمخوار بیویوں، استقامت اور قدم جما کر مجاہدہ خواتین کی صورت میں پرورش دی ہے۔ آج کی ایرانی عورت کو ہر لحاظ سے معاشرے میں عزت و احترام حاصل ہونے کے ساتھ زندگی کے ہر میدان میں ترقی کرنے کے یکساں مواقع میسر ہیں۔ ایران میں ۱۹۷۹ء میں عظیم اسلامی انقلاب برپا ہونے کے بعد معاشرے میں بنیادی تبدیلی آئی اس کے اثرات خواتین پر بھی پڑے، عورت کے رجحانات میں تبدیلی آئی؛ وہ فکری، علمی، ثقافتی اور اجتماعی مسائل کی ترقی کے راستے پر گامزن ہونے لگی۔ ۱۹۷۰ سے لے کر اب تک خواتین کی تعلیم تک رسائی میں اضافہ ہوا ہے۔ ۱۹۷۸ء میں صرف ۲.۹ فیصد خواتین یونیورسٹی میں داخلہ لے سکتی تھیں جبکہ ۲۰۱۶ میں ان کی تعداد ۶۵.۵ فیصد تک پہنچ گئی۔

حضرت امام خمینی نے اسلامی انقلاب کے انہی ابتدائی دنوں میں معاشرے میں مسلمان خواتین کے کردار کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا تھا:

"اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت اور مرد دونوں ترقی کریں۔ اسلام نے عورت کو جاہلیت کی خرابیوں سے بچایا۔ اسلام یہ چاہتا ہے جیسے مرد اہم کاموں کو سرانجام دیتا ہے عورت اس طرح انجام دے۔ اسلام یہ چاہتا ہے کہ عورت اپنی حیثیت اور قدر و منزلت کو محفوظ رکھے۔ اسلام نے عورت کی جو خدمت کی ہے اس کا سراغ کہیں اور نہیں ملتا ہے"[۱]۔

خلاصہ

دنیا نے تاریخ انسانیت میں متعدد انقلابات دیکھے، مختلف حکومتوں پر زوال و انحطاط کا تماشہ بھی دیکھا اور نت نئے طرز حکومت کا بھی مشاہدہ کیا، لیکن یہ تمام انقلابات جزوی تھے، ان کا مطمح نظر اور دائرہ اثر غیر جامع تھا، تاہم بیسویں صدی میں سرزمینِ ایران نے جو انقلاب دیکھا، وہ جامع تھا، تائید الٰہی اور مدد خداوندی سے سرشار اس انقلاب نے ایران کو ایک مستحکم اور فل فلیجڈ تبدیلیوں سے آشنا کیا، اس انقلاب نے وہاں کی نظامِ سیاست اور طرزِ معیشت کو ہی نئی بلندیوں سے بہرہ ور نہیں کیا، بلکہ وہاں کے لوگوں کی فکر و عمل، رہن سہن، طرز تعلیم و تربیت، زبان و ادب اور تہذیب و تمدن پر بھی یکسر اثر ڈالا جس کی مثال ہمیں ماضی قریب کی انقلابی تاریخوں میں نہیں ملتی۔ ظاہر ہے جس اسلامی انقلاب کا خواب رہبر اعظم آیت اللہ خمینی رحمہ اللہ نے دیکھا تھا، اس کی عملی تعبیر کے لیے وہاں کے عام

۱۔ انقلاب ایران: کیا کھویا کیا پایا، محمد صلاح الدین، صفحہ ۱۱۶

باشندوں نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، ماؤوں نے معصوم لخت جگر کو اپنے سینوں سے لگا کر اپنی اور اپنے نورِ نظر معصوم بچوں و بچیوں کی جانیں اس عظیم انقلاب کے لیے نچھاور کر دیں اور کم و بیش بیس ہزار ایران کے باشندوں نے اپنے ملک میں نظام الٰہی کے قیام کی راہ میں جامِ شہادت نوش کیا۔ خدا ان کی ارواح کو معطر فرمائے۔ یہ اس انقلاب کے تاریخی پس منظر کا ایک جھلک ہے جس کی کامل تفصیل اس اختصاریہ میں محال ہے۔ اسلامی انقلاب ایران کی معاصر فتوحات کی فہرست بھی طویل ہے، لیکن ابھی منزل باقی ہے، اس انقلاب کے پیش منظر کے حوالے سے رہبر اعظم آیت اللہ خمینیؒ کی فراست نے امت مسلمہ کو ایک لڑی میں پرونے اور پورے جہاں میں تائید الٰہی سے سرشار جس نظام کو برپا کرنے کا جو خاکہ بنایا ہے اس کا عملی نمونہ تو ایران نے بخوبی دیکھا اور ایران کے توسط سے دنیا نے بھی پرکھا، تاہم اس تحریک کا اتمام ابھی باقی ہے اور ہمیں امید نہیں بلکہ یقین ہے کہ جمہوریہ اسلامی ایران کی معاصر قیادت اس سمت میں پوری یکسوئی اور خلوص کے ساتھ میدانِ کارزار میں مصروفِ عمل ہے۔

وقتِ فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اِتمام ابھی باقی ہے

•❖•

مراجع:

اخلاق احمد قادری، تاریخ انقلابات ایران، دار الشعور
ارشاد احمد حقانی، سفرنامہ ایران صدر خاتمی اور انقلاب ایران، ایرانی عوام کے تازہ ترین رجحانات، جہانگیر بک ڈپو، ۲۰۰۰ء
انقلاب اسلامی ایران (در سمعار فدانشگاہ)
آیت اللہ سید روح اللہ خمینی، اسلامی حکومت، کتب مرکز، کراچی
دستور ایران، مرکز الدراسات الاسلامیۃ، المجلس الشوریٰ الاسلامی، الجمھوریۃ الاسلامیۃ ایران
دکتر جواد منصوری، آشنایی با انقلاب اسلامی ایران، دفتر نشر معارف
دکتر محمد رحیم عیوضی، انقلاب اسلامی وریشہ ھای تاریخی آن، دانشگاہ پیام نور
دکتر محمد رحیم عیوضی، درآمدی تحلیلی بر انقلاب اسلامی ایران، دانشگاہ پیام نور
ریاضت علی شائق، ایران کا اسلامی انقلاب منظر اور پس منظر، انجمن آل اطہر، سانکھنی، بلند شہر، یوپی
سبط حسین، انقلاب ایران، مکتبہ دانیال ۱۹۸۰ء

شہید صفی پوری، ایران کا اسلامی انقلاب اور اس کا عالمی رد عمل، کازوے بک سینٹر، دہلی، ۱۹۹۶ء

شہید مرتضیٰ مطہری، آئندہ انقلاب اسلامی ایران، ۲۰۱۶ء

محمد صلاح الدین، انقلاب ایران: کیا کھویا کیا پایا، تکبیر پبلیکیشنز ایران، ۱۹۸۲ء

مولانا ادریس کاندھولی، سیرت مصطفیٰ

مولانا عتیق الرحمن سنبھلی، انقلاب ایران اور اس کی اسلامیت، الفرقان بک ڈپو، لکھنؤ

مولانا منظور نعمانی، ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت، الفرقان بک ڈپو، لکھنؤ

مولانا منظور نعمانی، ایرانی انقلاب، حاجی عارفین اکیڈمی، کراچی

A Century of Revolution: Social Movements in Iran by John Foran, editor

Hamid Algar. Roots of The Islamic Revolution in Iran Islamic Publications International

Cultural Glimpses of Iran 1st Edition, Dr. Mohammad Ali Rabbani, Cultural Embassy, I.R. Iran, New Delhi